مرغزاروں کے دروازے وا ہوئے۔ لشکر بزرگ پر اب چینیوں کا کنٹرول تھا۔ نئے حالات میں لشکر بزرگ کے ایک حصے نے جنگاریا کے علاقوں کی طرف ہجرت کی۔ لشکر کا ایک اور حصہ بدستور تاشقند اور ارد گرد کے علاقوں میں مقیم رہا[۱۲۶]۔ تاشقند کے علاقوں میں رہ جانے والے لشکر بزرگ کے قازقوں نے خانہ بدوشی کی زندگی ترک کر کے نیم اقامتی (semiseden-tary) طریق بود و باش اختیار کر لیا تھا۔ لشکر بزرگ کے ان قازقوں میں سے بعض زراعت پیشہ کاراکلپاک قبائل میں گھل مل گئے۔ تاشقند اور کاراکلپاک کے علاقوں میں نیم اقامتی طرز زندگی اور زراعت کا پیشہ اختیار کرنے والے لشکر بزرگ کے یہ قبائل ۱۸۰۸ء میں تاشقند پر خوقند خانیت کے خان علیم خان کی فوجوں کے قبضے کے بعد خوقند کی رعایا میں شامل ہو گئے۔ لشکر بزرگ کے قازقوں کا ایک تیسرا (یا چوتھا) گروہ مشرقی سمرچیا کے علاقوں میں آباد ہو گیا۔ لشکر بزرگ کے اس گروہ کے قازق جلد ہی چینیوں سے آزادی اور استقلال کے حصول میں کامیاب ہو گئے۔ ظاہر ہے تاشقند اور کاراکلپاک موجودہ قازقستان کے علاقوں میں شامل نہیں ہیں اس لئے یہاں لشکر بزرگ کے ان قازقوں کا ذکر کیا جائے گا جو موجودہ قازقستان کے سمرچیا ریجن اور سیر دریا کے علاقے میں آباد ہو گئے تھے۔

انیسویں صدی کے اوائل میں لشکر بزرگ کے ان قازقوں پر لشکر میانہ (مڈل ہرڈ) کے خان ابلائی کے بیٹے سلطان سویوک (Suiuk) کی حکمرانی تھی[۱۲۷]۔ اس دوران لشکر بزرگ کے ان قازقوں کو اپنے شمال اور جنوب میں دو طاقتور سلطنتوں کی توسیع پسندانہ پالیسیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور انہیں اپنی حفاظت کے لئے دونوں میں کسی ایک کی اطاعت قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں تھا۔ یہ طاقتیں جنوب میں خوقند خانیت اور شمال میں زار شاہی روسی سلطنت تھیں۔ چونکہ سلطان سویوک خان کا باپ (لشکر میانہ کا خان) ابلائی اس سے قبل روسی بالادستی قبول کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا اس لئے سلطان سویوک نے اپنے باپ کی پیروی کرتے ہوئے (اپنے ماتحت لشکر بزرگ کے پچپن ہزار (۵۵۰۰۰) قازقوں کے ساتھ) ۱۸۱۸ء میں روسی اطاعت قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ ۱۸۲۰ء میں مغربی سائبیریا (صوبے) کے روسی گورنر جنرل نے کوسک فوجیوں پر مشتمل ایک مہم لشکر بزرگ کے ان علاقوں کی طرف روانہ کی تاکہ ان علاقوں پر روسی اقتدار مستحکم کر کے روسی تجارتی کاروانوں کے زیر استعمال شاہراہوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس فوجی مہم کے نتیجے میں ۱۸۲۴ء میں ''لشکر بزرگ کے مزید پچاس ہزار (۵۰،۰۰۰) قازقوں نے روسی بالادستی قبول کی''۔

لشکر بزرگ میں روسی سول انتظامیہ کا اجراء

لشکر بزرگ کے ان قازقوں پر فوری طور پر لشکر میانہ میں ۱۸۲۴ء میں متعارف کرائے جانے والے ''رولز آن دی سائبیرین کرغیز'' کا نفاذ کیا گیا۔ ۱۸۲۶ء تک روسیوں نے لشکر بزرگ کے قازق علاقوں میں مزید کامیابیاں حاصل کیں۔ سال کے آخر تک روسی کراتائی ریجن کے تمام علاقوں پر اپنا اقتدار مستحکم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۱۸۲۶ء میں (لشکر میانہ کے خان ابلائی کے پوتے) کینیساری قاسموف کی سربراہی میں روسیوں کے خلاف منظم بغاوت لشکر بزرگ کے علاقوں تک پھیل گئی تھی۔ اس بغاوت میں لشکر بزرگ کے قبائل کی شرکت کے سبب ان کے علاقوں میں روسیوں کی مزید پیش قدمی رک گئی۔ اس بغاوت پر قابو پانے کے بعد روسیوں نے ۱۸۴۶ء میں جھیل زیسان (Lake Zaisan) کے شمال میں واقع قازق علاقوں پر مشتمل مغربی سائبیریا (صوبے) کا ایک ذیلی تنظیمی علاقہ (Okrug) کی تشکیل کا اعلان کیا۔ ۱۸۴۷ء میں روسیوں نے اس اوکروگ کو بطور راؤہ استعمال کرتے ہوئے کوپالسک کے قازق علاقوں پر یلغار شروع کی اور جلد ہی ان علاقوں کو زاروں کی سامراجی ریاست میں ضم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ روسیوں نے لشکر بزرگ کے ان علاقوں کے انتظام کے لئے ایک کونسل کی تشکیل کا اعلان کیا۔

لشکر بزرگ کے علاقوں میں روسیوں کی پیش قدمی کے دوران میں اورنبرگ اور اومسک کے روسی دفاعی ماہرین سٹیپ کے وسیع وعریض قازق علاقوں پر قبضہ مستحکم کرنے اور پھر یہاں سے وسطی ایشیا کے دیگر علاقوں تک روسی اقتدار کو توسیع دینے کے لیے حکمت عملیوں کی تشکیل میں مصروف تھے۔ ۱۸۳۹ء میں اورنبرگ کے گورنر جنرل وی۔اے۔ پیروسکی کی سربراہی میں خیوا کے خلاف فوجی مہم کی ناکامی کے بعد پیروسکی اس نتیجے پر پہنچا کہ وسطی ایشیا کے مزید علاقوں کو روسی تسلط میں لانے کے لئے قازقستان کے سٹیپ کے دور دراز علاقوں میں مستقل روسی فوجی موجودگی انتہائی ضروری ہے۔ ۱۸۴۵ء میں پیروسکی نے اس حکمت عملی پر عمل کا آغاز کرتے ہوئے ترگائی اور ارگیز کے مقامات پر روسی فوجی چھاؤنیاں قائم کیں۔ اگلے سال (۱۸۴۶ء میں) اتبسار (Atbasar) کے مقام پر فوجی مورچے تعمیر کئے گئے۔ اس کے فوراً بعد پیروسکی روسی فوجی چھاونیوں کی تعمیر کے ایک وسیع تر پروگرام پر عمل پیرا ہو گیا۔ اس نے قلعہ بند چھاونیوں کے دو مستقل سلسلوں کی تعمیر کے منصوبوں پر کام شروع کیا جن میں سے ایک سلسلہ نوووالیگزنڈروسک لائن کے نام سے بحیرہ آرال کے شمال مشرقی کونے سے سیر دریا کے ساتھ ساتھ لشکر بزرگ کے علاقوں میں مشرق کی طرف تین سو میل طویل علاقے میں متعدد قلعوں پر مشتمل تھا۔ جب کہ دوسرا منصوبہ سیمپلاٹنسک سے جنوب کی

طرف سلسلہ وار قلعوں کی تعمیر پر مشتمل تھا۔ ان منصوبوں پر کام کا آغاز دریائے ایلی کے لشکر بزرگ کے علاقوں کے شمال میں آرالسک اور کوپالسک کے مقامات پر قلعوں کی تعمیر سے ہوا۔ ان قلعوں کی تعمیر چھ سال میں مکمل ہوئی۔ اس دوران میں ۱۸۵۳ء میں کازالنسک اور ۱۸۵۴ء میں دریائے ایلی کے جنوب میں ورنی (الما آتا) کے قلعے تعمیر کئے گئے[۱۲۸]۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد روسیوں نے آق مسجد (قزل اوردہ) کے قلعے پر بھی قبضہ کر لیا۔ ۱۸۵۴ء میں ان قلعہ بندیوں کی تکمیل کے ساتھ ہی موجودہ قازقستان میں شامل لشکر بزرگ کے علاقوں پر روسیوں کے قبضے کا پہلا مرحلہ مکمل ہو گیا۔ روسیوں نے اب لشکر بزرگ کے ان علاقوں کو نو تشکیل کردہ سیمپلاٹنسک صوبے میں شامل کر لیا[۱۲۹]۔

اس دوران میں لشکر بزرگ کے تاشقند، ترکستان، چمکنت، ژمبول اور موجودہ کرغیزستان کے بیشتر علاقے (بشمول بشکیک) پر خوقند خانیت کی حکمرانی تھی۔ اکثر مغربی اور روسی ماخذ اور معاصر مورخین نے لکھا ہے کہ خوقند خانیت میں شامل لشکر بزرگ کے یہ قازق قبائل خوقند کے تابع فرمان رہنے کی بجائے اپنے دیگر ہم وطنوں کی تقلید میں ''تہذیبی طور پر برتر'' روسی سلطنت کے ساتھ الحاق کو ترجیح دیتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ روسیوں نے ان کے علاقوں کو طاقت استعمال کئے بغیر اپنی سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔ تاہم تاریخی شہادتیں اس قسم کی تصریحات کی تصدیق نہیں کرتیں۔ ''قازقوں کی اکثریت کیلئے خوقند خانیت [کے حکمران خان عمر] کی اس منطق میں خاصا وزن تھا کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان [قازقوں] کو مسلمان مملکت کا حصہ رہتے ہوئے ایک مسلم حکمران کی رعایا رہنا چاہئے''۔[۱۳۰]۔ وسطی ایشیا میں اسلامی تہذیب و تمدن کے مراکز (بخارا، سمرقند وغیرہ) کے قرب و جوار میں رہائش پذیر ہونے کی بنا پر لشکر بزرگ کے ان قازقوں میں مسلم شناخت کا شعور انتہائی مضبوط تھا۔ چنانچہ انہوں نے خوقند کے خان اور اس کے حامی خیوا اور بخارا کے حکمرانوں کا ساتھ دیتے ہوئے غیر مسلم روسیوں کے خلاف مزاحمت کو اپنا دینی فریضہ سمجھا۔ روسیوں نے جب دریائے چو اور دریائے ایلی کی وادیوں کے علاقوں میں پیش قدمی شروع کی تو یہاں کے قازقوں کی اکثریت نے ان کے خلاف زبردست مزاحمت کا مظاہرہ کیا[۱۳۱]۔ اس سے قبل لشکر بزرگ کے خوقند خانیت سے باہر کے علاقوں میں روسیوں کی پیش قدمی بھی اتنی پرامن نہیں تھی جتنا کہ روسی تاریخ نویسوں اور ان کے تتبع میں مغربی مؤرخین نے اسے قرار دیا ہے۔ سرچیا اور سیر دریا کے علاقوں میں آباد لشکر بزرگ کے خود مختار قبائل نے بھی کینیساری قاسموف، است کو تیبار اولی [اسد کاتب دار علی] اور خوجہ نور محمد اولی [خواجہ نور محمد علی] کی روس مخالف بغاوتوں